پوسٹ مارٹم: معاصر علما کی آرا کا جائزہ

An Analysis of Contemporary Islamic Scholars' view on Post-Mortem (Autopsy)

*ڈاکٹر محمد عاطف اسلم راؤ

**ڈاکٹر حمیرا ناز

ABSTRACT

The speedy growth in science drew many such matters which necessitate to be analyzed with Islamic jurisdiction. Autopsy is one of them. Islamic researchers must endeavor to look into this issue and present an authentic and coherent narrative in this respect. The article deals with the introduction, narratives of scholars, principles and the grounds of autopsy. Demonstrating self-description of the topic, In the end, outlined the view of ʿAllāma Ghulām Rasūl Saʿīdī on autopsy.

Keywords: *Autopsy, Islamic Jurisdiction, Coherent Narrative, Post-Mortem.*

اسلام دینِ فطرت ہے جس کے مطابق زندگی گزارنا ہر دور میں ممکن ہے۔ عقائد وارکانِ اسلام سے متعلق اُصولی احکام تو ہر دور میں یکساں رہیں گے، لیکن مرورِ زمانہ کے اعتبار سے جو نئے مسائل سامنے آئیں گے، اُن میں اجتہاد کے راستے کھلے رہیں گے، جن کی مثالیں عہدِ صحابہ سے لے کر تا حال نظر آتی ہیں۔ اِسی حوالے سے جدید میڈیکل سائنس کی دن بہ دن ترقی نے علاج معالجہ کے سلسلے میں نئے مسائل کو جنم دیا ہے، جس سے بڑے پیمانے پر جہاں انسانیت کی خدمت ہوئی ہے، وہیں علما کے سامنے نئے نئے اجتہادی مسائل آکھڑے ہوئے ہیں۔ انھی مسائل میں سے ایک اہم مسئلہ پوسٹ مارٹم کی شرعی حیثیت کا بھی ہے۔ مقالہ ہذا میں عصرِ حاضر کے معروف اہلِ علم کی آرا کو نقل کر کے زیرِ بحث مسئلہ کا حل پیش کیا ہے۔ چناں چہ پہلے پوسٹ مارٹم کا تعارف و وجوہات ذکر کی جائیں گی اور پھر دورِ حاضر میں اِس ضرورت کو واضح کیا جائے گا۔

پوسٹ مارٹم کا تعارف

Post-mortem (meaning *after death*) may refer to:
In science:

- Post-mortem examination, or autopsy, an examination of a corpse in order to determine cause of death.

* اسسٹنٹ پروفیسر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک لرننگ، یونیورسٹی آف کراچی، کراچی۔

** اسسٹنٹ پروفیسر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک ہسٹری، یونیورسٹی آف کراچی، کراچی۔

- Post-mortem interval, the time that has elapsed since a person has died.
- Postmortem studies, a neurobiological research method.[1]

موت کے بعد طبّی معائنہ عام طور پر درج ذیل وجوہات کی بنا پر کیا جاتا ہے:

1- موت کا سبب و وقت جاننے اور قاتل کی شناخت کے لیے۔

2- میڈیکل کے طلبا کو تعلیمی مقاصد کے لیے مشاہدہ و تجربہ کی خاطر۔

3- نو مولود میں اس امر کی تحقیق کرنا کہ پیدائش کے وقت وہ زندہ تھا اور اُس میں زندہ رہنے کی قابلیت تھی یا نہیں۔

مذکورہ بالا وجوہات نفع سے خالی نہیں ہیں، کیوں کہ پہلی صورت میں قاتل کی گرفت کے لیے تحقیقی کارروائی مکمل کرنے میں تعاون حاصل ہوتا ہے، جب کہ دوسری صورت میں وہ طلبا جنھیں مستقبل میں اِن معاملات کا سامنا کرنا ہو گا، انھیں تعلیم دینا مقصود ہے۔

پوسٹ مارٹم کا اُصول و انداز

مروّجہ پوسٹ مارٹم کے اُصولوں میں سے ایک اُصول یہ بھی ہے کہ پوسٹ مارٹم معائنہ تفصیلی ہو۔ جسم کے تینوں جوف (cavities) یعنی سینہ، پیٹ اور کھوپڑی کو کھول کر معائنہ کرنا چاہیے، اگرچہ موت کا سبب کسی ایک جوف میں ہی دریافت ہو جائے، کیوں کہ معائنہ کرنے والے میڈیکل افسر کو صرف اتنا ہی درج نہیں کرنا ہوتا کہ فلاں فلاں اعضا کو زخم پہنچا ہے، بل کہ اِس بات کی بھی وضاحت بھی ضروری ہوتی ہے کہ بقیہ اعضا درست پائے گئے ہیں۔ مروّجہ پوسٹ مارٹم معائنہ دو حصوں پر مشتمل ہوتا ہے:

1- ظاہری معائنہ (External examination)

2- اندرونی معائنہ (Internal examination)"[2]

اِس باب میں مختلف آرا نظر آتی ہیں، چناں چہ ذیل میں اُن کا تجزیہ پیش کیا جاتا ہے:

پوسٹ مارٹم پر مولانا مودودی کا مؤقف

مولانا مودودی صاحب پوسٹ مارٹم سے متعلق پوچھے گئے سوال کے جواب میں لکھتے ہیں:

"پوسٹ مارٹم کے مسئلے میں جیسا کہ پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ مجھے خود بڑا خلجان ہے، کوئی فیصلہ کن بات میرے لیے مشکل ہے۔ اِس معاملے کے دو مختلف پہلو ہیں، جن کے تقاضے ایک دوسرے سے متصادم ہیں۔ ایک طرف شرعی احکام ہیں جو مرنے والوں کے جسم کا احترام کرنے اور اُن کو عزت کے ساتھ دفن کرنے کی تاکید کرتے ہیں، اگر وہ مسلمان ہوں تو اُن کی تجہیز و تکفین کر کے نماز جنازہ پڑھنے کی ہدایت کرتے ہیں۔ اِن شرعی احکام

---

[1] http://en.wikipedia.org/wiki/Post-mortem_(disambiguation)retrieved on 17-12-14.

[2] عبدالواحد، مفتی، ڈاکٹر، مریض و معالج کے اسلامی احکام، (کراچی: مجلس نشریاتِ اسلام، ۲۰۰۶ء)، ص ۳۲۰-۳۲۱۔

کی تائید ان لطیف انسانی حسیات سے بھی ہوتی ہے جو (شاید ڈاکٹروں اور بالکل سائنٹسٹ لوگوں کے سوا) سبھی انسانوں میں موجود ہوتے ہیں۔ کوئی آدمی یہ خوشی سے گوارہ نہیں کر سکتا کہ اُس کے باپ، بیٹے، بیوی، بہن اور ماں کی لاشیں ڈاکٹروں کے حوالے کی جائیں اور وہ اُن کی چیر پھاڑ کریں یا وہ میڈیکل کالج کے طالب علموں کو دے دی جائیں تا کہ وہ اُن کے ایک ایک عضو کا تجزیہ کریں اور پھر اُن کی ہڈیاں سکھا کر رکھ لیں۔ اِسی طرح کوئی قوم بھی یہ گوارہ کرنے کے لیے تیار نہیں کہ اُس کے لیڈر یا پیشوا مرنے کے بعد پوسٹ مارٹم کے تختۂ مشق بنائے جائیں۔ ابھی حال ہی میں گاندھی اور لیاقت علی خان مرحوم گولی کے شکار ہوئے ہیں، 'طبّی قانونی' نقطۂ نظر سے ضروری تھا کہ اُن کا پوسٹ مارٹم کرکے موت کے سبب کی تشخیص کی جائے مگر اس سے احتراز کیوں کیا گیا؟ صرف اس لیے کہ قومی جذبات اپنے محترم لیڈروں کی لاشوں کا چیر نا پھاڑ نا برداشت کرنے کے لیے تیار نہ تھے۔

دوسری طرف اور قانونی اغراض کے لیے پوسٹ مارٹم کی ضرورت ہے۔ طب کے مختلف شعبوں کی تعلیم اور طبّی تحقیقات کی ترقی کے لیے اس کی ضرورت کا انکار نہیں کیا جا سکتا اور ایک حد تک قانون بھی اس کا تقاضا کرتا ہے کہ قتل کے مقدمات میں سببِ موت کا تعین کیا جائے۔

اب یہ بڑا پیچیدہ سوال ہے کہ اِن دونوں متصادم تقاضوں کے درمیان مصالحت کیسے کی جائے۔ اس کا یہ حل تو میرے نزدیک سخت مکروہ ہے کہ امیروں اور غریبوں، بڑے لوگوں اور چھوٹے لوگوں، خاندانوں اور لاوارثوں کی لاشوں کے بارے میں ہمارے پاس دو مختلف معیارِ اخلاق اور دو مختلف طرزِ عمل ہوں، اس لیے لا محالہ اس کا کوئی اور ہی حل سوچنا پڑے گا، مگر وہ حل کیا ہو، اِس بات میں میری قوتِ فیصلہ بالکل عاجز ہے۔"

مولانا مودودی صاحب نے اپنے اِس جواب کے تقریباً بائیس سال بعد مزید تفصیل کے ساتھ پوسٹ مارٹم کے بارے میں اپنی رائے پیش کی۔ مظفر بیگ مولانا مودودی کی مجلسِ استفسار کو رقم بند کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

مولانا! کیا طبّی مقاصد کے لیے لاشوں کی چیر پھاڑ درست ہے؟

مولانا نے فرمایا: "ہمارے ہاں اِس کی کوئی مثال نہیں ملتی، میں نے جہاں تک اسلامی تاریخ کا مطالعہ کیا ہے مجھے کوئی ایسی روایت نہیں دکھائی دی۔ طب میں مسلمانوں نے بہت کام کیا ہے، بڑی مفید خدمات انجام دی ہیں۔ طبّی تحقیقات میں اُن کا حصہ کسی سے کم نہیں ہے، لیکن انھوں نے اپنے کام یا اپنی تحقیقات کے لیے لاشوں کو نہیں چیرا پھاڑا۔ خود یورپ میں اِس چیز کو پسند نہیں کیا جاتا تھا اور گزشتہ صدی تک یہ حالت تھی کہ لاشوں کو چرا کر ہی یہ کام ہو سکتا تھا، چناں چہ لاشیں چرانے والوں کے گروہ بن گئے تھے جو ان طبّی تحقیقات میں مدد دیتے تھے"۔

مولانا! پوسٹ مارٹم کے لیے بھی تو لاش کو چیرنا پھاڑنا پڑتا ہے۔ اِنھی صاحب نے کہا کہ مولانا نے فرمایا:

یہ کام طب اور سائنس کے نام پر کیا جائے یا پوسٹ مارٹم کی خانہ پوری کے لیے انجام دیا جائے، آپ دیکھیں گے کہ

صرف غریبوں ہی کی لاشیں اِن مقاصد کے لیے استعمال ہوتی ہیں، آخر صدر کینیڈی بھی تو گولی کا نشانہ بنے ہیں اور گاندھی بھی، کیا اُن کی لاشوں کی بھی چیر پھاڑ ہوئی؟ معلوم یہ ہوا کہ یہ طب اور قانون کی وہ ضرورت ہے جو صرف غریبوں اور لاوارثوں کی لاشوں سے ہی سے پوری ہو سکتی ہے"۔[3]

مولانا مودودی کے مؤقف کا خلاصہ درج ذیل نکات میں پیشِ خدمت ہے:

1- اِس معاملے کے دو مختلف پہلو ہیں، جن کے تقاضے ایک دوسرے سے ہوتے ہیں۔
2- ایک طرف شرعی احکام ہیں جو مرنے والوں کے جسم کا احترام کرنے اور اُن کی باعزت تدفین کی تاکید کرتے ہیں۔
3- قومی جذبات اپنے محترم لیڈروں کی لاشوں کا چیرنا پھاڑنا برداشت کرنے کے لیے تیار نہ تھے۔
4- دوسری طرف دیگر قانونی اغراض کے لیے پوسٹ مارٹم کی ضرورت ہے، طب کے مختلف شعبوں کی تعلیم اور طبّی تحقیقات کی ترقی کے لیے اس کی ضرورت کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔
5- اِن دونوں متصادم تقاضوں کے درمیان مصالحت کیسے کی جائے۔۔۔ اس لیے لامحالہ اِس کا کوئی اور ہی حل سوچنا پڑے گا، مگر وہ حل کیا ہو، اس بات میں میری قوتِ فیصلہ بالکل عاجز ہے۔

اگر مولانا مودودی کے مذکورہ بالا جواب کو بہ غور پڑھا جائے تو ہمیں اس میں کوئی علمی یا فقہی دلیل نظر نہیں آتی، صرف جذباتی گفتگو ملتی ہے، کہیں سے یہ پتا نہیں چلتا کہ کیا شریعت میں کسی کی جان بچانے یا کسی مقتول کے قاتل کو پکڑنے کے لیے پوسٹ مارٹم کی کوئی گنجائش ہے یا نہیں؟ اِس سوال کا جواب مودودی صاحب کے دونوں جوابات میں نہیں ملتا۔

پوسٹ مارٹم پر امام خمینی کا مؤقف:

اِس سلسلے میں خمینی صاحب تحریر الوسیلہ میں لکھتے ہیں:

"لایجوز تشریح المیت المسلم، فلو فعل ذلک ففی قطع رأسه و جوارحه دية، ذكرناها فی الدیات، وأما غیر المسلم فیجوز ذمیاً کان أو غیرہ، ولا دية ولا إثم فیه"[4]

"مسلمان کی میت کے اعضا کاٹنا جائز نہیں، پس اگر ایسا کرے تو اُس کا سر اور دوسرے اعضا کاٹنے کی دیت ہے، جس کو ہم نے 'دیات' میں بتا دیا ہے، لیکن غیر مسلم کے اعضا کا کاٹنا جائز ہے؛ چاہے ذمی ہو یا غیر ذمی، اور اِس میں نہ تو دیت اور نہ ہی گناہ ہے۔"[5]

پوسٹ مارٹم میں غیر مسلم و مسلم کی تمیز کرتے ہوئے صورتِ جواز پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

---

[3] مظفر بیگ، رودادِ مجلس مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی، (لاہور: البدر پبلی کیشنز، ۱۹۷۸ء)، ص ۳۱، بہ حوالہ: سعیدی، علامہ غلام رسول، شرح صحیح مسلم، ج ۲، ص ۸۲۴-۸۲۵۔
[4] خمینی، امام، تحریر الوسیلہ، (موسسہ تنظیم و نشر آثار امام خمینی، ۱۴۱۴ھ/ ۱۹۹۴ء)، ص ۴۷۴۔
[5] ایضاً، ص ۴۷۵۔

"لو أمكن تشريح غير المسلم لتعلمات الطبية لا يجوز تشريح المسلم، وإن توقفت حياة مسلم أو جمع من المسلمين عليه فلو فعل مع امكان تشريح غيره، وعليه الدية"[6]

"اگر طبّی تجربات کے لیے غیر مسلم کا پوسٹ مارٹم ممکن ہو تو مسلمان میت کا پوسٹ مارٹم جائز نہیں، اگرچہ ایک مسلمان یا کچھ مسلمانوں کی زندگی اس پر موقوف ہو۔ پس اگر غیر مسلم کا پوسٹ مارٹم ممکن ہونے کے باوجود ایسا کرے تو گناہ گار ہے اور اس پر دیت واجب ہے۔"[7]

امام خمینی کی یہ بات کہ ایک یا کچھ مسلمانوں کی زندگی اگر پوسٹ مارٹم پر موقوف ہو تب بھی مسلمان کا پوسٹ مارٹم کرنا ناجائز ہے، اور اس پر دیت بھی ہے اور گناہ بھی، یہ مؤقف یقیناً دلیل طلب ہے، مگر آپ کی کتاب میں کہیں اِس دعوے کی دلیل نہیں ملتی۔

علامہ سعیدی امام خمینی کی عبارت پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اس میں کوئی شک نہیں کہ شیخ خمینی نے فقیہانہ انداز میں گفتگو کی ہے، ہر چند کہ انھوں نے اپنے مؤقف پر دلائل شرعیہ مہیا نہیں کیے، تاہم اُن کی رائے صائب ہے، البتہ یہ بات ہماری سمجھ میں نہیں آسکی کہ مردہ کے اعضا کاٹنے پر دیت کیوں واجب ہوگی؟ ہمارے علم اور مطالعے میں اِس حکم کا کوئی شرعی ماخذ نہیں ہے"۔[8]

امام خمینی کے نزدیک صورتِ جواز اور ایک اشکال

"لوتوقف حفظ حياة المسلم على التشريح، ولم يمكن تشريح غير المسلم فالظاهر جوازه، وأما لمجرد التعلم فلايجوز مالم تتوقف حياة مسلم عليه. لا إشكال فى وجوب الدية إذا كان التشريح لمجرد التعلم، وأما فى مورد الضرورة والتوقف المتقدم فلا يبعد السقوط على إشكال"[9]

"اگر مسلمان کی زندگی بچانا پوسٹ مارٹم پر موقوف ہو اور غیر مسلمان کا پوسٹ مارٹم ممکن نہ ہو تو ظاہر یہ ہے کہ مسلمان میت کا پوسٹ مارٹم جائز ہے، لیکن صرف تجربے کی خاطر جائز نہیں، جب تک کہ کسی مسلمان کی زندگی اس پر موقوف نہ ہو۔ اگر صرف تجربے کی خاطر پوسٹ مارٹم کرے تو دیت واجب ہونے میں کوئی اشکال نہیں، لیکن ضرورت کے وقت اور کسی کی زندگی اس پر موقوف ہونے کی صورت میں بعید نہیں کہ وجوبِ دیت ساقط ہو، اگرچہ اشکال ہے۔"[10]

خمینی جیسے مدبر کی تحقیق میں راقم کو بھی اشکال ہے کہ بلا دلیل مطلقاً غیر مسلم کے اعضا کے حوالے سے یہ عبارت نقل کر دی۔

---

[6] ایضاً، ص ۴۷۴۔

[7] ایضاً، ص ۴۷۵۔

[8] سعیدی، علامہ غلام رسول، شرح صحیح مسلم، (لاہور: فرید بک سٹال، ۲۰۰۰ء)، ج ۲، ص ۸۲۶۔

[9] خمینی، تحریر الوسیلہ، ص ۴۷۴۔

[10] ایضاً، ص ۴۷۵۔

۱۔ غیر مسلمان کے اعضا کا کاٹنا جائز ہے، چاہے ذمی ہو یا غیر ذمی۔ پھر مزید یہ کہ ڈاکٹری تجربے کے سبب ایک مسلمان یا کئی مسلمانوں کی جان بچانا مقصود ہو تب بھی مسلمان کا پوسٹ مارٹم جائز نہیں۔

۲۔ اگرچہ ایک مسلمان یا کچھ مسلمانوں کی زندگی اس پر موقوف ہو۔

مزید لکھتے ہیں کہ مسلمان کی زندگی بچانے کے لیے جائز ہے، تو گویا اِس عبارت میں اور ما قبل میں تعارض ہے، جس کی تصحیح ضروری ہے۔

۳۔ اگر مسلمان کی زندگی بچانا پوسٹ مارٹم پر موقوف ہو اور غیر مسلمان کا پوسٹ مارٹم ممکن نہ ہو تو ظاہر یہ ہے کہ مسلمان میت کا پوسٹ مارٹم جائز ہے۔

پوسٹ مارٹم کی بحث کے اختتام پر لکھتے ہیں کہ اس میں اب بھی اشکال ہے۔

پوسٹ مارٹم پر ڈاکٹر احمد شرف الدین کا موقف

ڈاکٹر احمد شرف الدین اپنی کتاب 'أحکام الشرعیہ لأعمال الطبیہ' میں پوسٹ مارٹم کی اباحت یا جواز کے لیے چند شرائط عائد کرتے ہیں۔

۱۔ جس جسم کا پوسٹ مارٹم کیا جا رہا ہو، اُس کے مردہ ہونے کی تحقیق ہو چکی ہو کہ واقعی وہ مردہ ہے نہ کہ زندہ۔

۲۔ میت کے مرنے سے قبل اُس سے اِس کی اجازت حاصل کی گئی ہو۔ (اگر پوسٹ مارٹم تعلیم و تربیت وغیرہ کے سلسلے میں ہے) اور اگر اُس سے اجازت نہ لی گئی ہو تو اُس کے ورثا اِس کی اجازت دیں، اگر پوسٹ مارٹم کسی قانونی (عدالتی) تحقیقات کی غرض سے ہے تو پھر ورثا کی اجازت ضرورت نہیں، صرف عدالتی حکم کافی ہوگا۔

۳۔ لاوارث لاشوں کا پوسٹ مارٹم تعلیم و تعلم کی غرض سے جائز ہوگا، کیوں کہ اس میں ورثا کی عدم دست یابی کا عذر موجود ہے اور ضرورت شرعی بھی موجود ہے۔

۴۔ ورثا سے اجازت لیتے وقت اُن کی مادی ضرورت کو بھی پورا کرنا پیش نظر رہے۔

۵۔ پوسٹ مارٹم کی واقعی شرعی ضرورت بھی ہو۔ مثلاً طب و جراحت کا فن سکھانے کے لیے یا عدل و انصاف کے قیام میں مدد کے لیے یا تشخیص امراض کے لیے۔

۶۔ جسم کی عزت و توقیر کو پیش نظر رکھا جائے اور جس حصے کا پوسٹ مارٹم مطلوب نہ ہو اسے نہ چھیڑا جائے۔[11]

علامہ غلام رسول سعیدی کا پوسٹ مارٹم کے حوالے سے مؤقف

علامہ سعیدی نے پوسٹ مارٹم کے جواز اور عدم جواز پر تفصیلی بحث کی ہے، بہ طور دلائل اُس کی جوازی صورتوں میں

---

[11] شرف الدین، ڈاکٹر، احمد، أحکام الشرعیة لأعمال الطبیہ، کویت، ص ۷۳، بہ حوالہ: شاہتاز، ڈاکٹر نور احمد، شرعی حیثیت، (کراچی: اسکالرز اکیڈمی، اگست ۲۰۰۹ء)، ص ۲۲-۲۳۔

در مختار، فتح القدیر، ردالمحتار، فتاویٰ قاضی خان، فتاوی النوازل، المھذب مع المجموع، شرح المھذب مع المجموع، فتح العزیز، المغنی لابن قدامہ اور میزان شریعۃ الکبری سے علامہ عبدالوہاب شعرانی کی تصریحات پیش کی ہیں۔ علامہ سعیدی پوسٹ مارٹم کے مواقع، جواز وعدمِ جواز پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

پوسٹ مارٹم کے مواقع

''میت کے پوسٹ مارٹم کی ضرورت دو جگہ پیش آتی ہے: ایک ضرورت ہے تعلیم، تعلیم کے لیے عام طور پر کسی لاوارث میت کو قبضے میں کرنے کے بعد میڈیکل کالج کے طلبا اُس کے جسم پر آپریشن کی مشق کرتے اور اس کے جسم کے مختلف اعضا پر طبّی نوعیت کے تجربات کرتے ہیں، ہر چند کے پلاسٹک ماڈل پر تجربات شروع ہو چکے ہیں''[12]

گویا علامہ سعیدی کے نزدیک بھی تعلیم کی غرض سے میڈیکل کے طلبا کے لیے پوسٹ مارٹم اور آپریشن کرنا وجہِ اوّل ہے، اس کے بعد دوسری صورت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''آج کل انسانی جان کو بچانے کے لیے سرجری اور آپریشن ایک ضروری طریقۂ علاج ہے۔ پتہ یا مثانہ میں پتھری کی صورت میں آپریشن کے ذریعے پتھری کو باہر نکالا جاتا ہے، اگر گردہ خراب ہو جائے تو اس کو آپریشن کرکے باہر نکال دیتے ہیں۔ بعض دفعہ عورت کے پیٹ میں بچہ آڑا یا ترچھا ہوتا ہے اور اگر آپریشن کے ذریعے ڈلیوری نہ کی جائے تو بچہ اور ماں دونوں مر جاتے ہیں، بعض دفعہ جسم کے کسی عضو میں کوئی ناسور ہو جاتا ہے اور باقی جسم کو اس کے زہر سے محفوظ رکھنے کے لیے اس عضو کو کاٹنا پڑتا ہے، بعض حادثات میں جسم کی مختلف ہڈیاں ٹوٹ جاتی ہیں، اس موقع پر ہڈی جوڑنے کے لیے آپریشن ناگزیر ہوتا ہے۔ اسی طرح بم کے ٹکڑوں اور گولیوں کو جسم سے نکالنے کے لیے آپریشن کی ضرورت پڑتی ہے۔''[13]

علامہ سعیدی نے پوسٹ مارٹم کے مواقع کی سرخی کے تحت سرجری اور آپریشن کے مواقع بھی تحریر کر دیے ہیں، حالاں کہ بہ ظاہر یہ سرخی اس مقام پر آپریشن کی بحث کا تقاضا نہیں کرتی۔ اب مزید میڈیکل کے طلبا کی ضرورت کے پیش نظر ایک فقہی قاعدہ کو نقل کرکے پوسٹ مارٹم کی ضرورت سے متعلق سوال قائم کرتے ہیں۔

''اب سوال یہ ہے کہ میڈیکل کالج کے طلبا اگر زمانۂ تعلیم میں سرجری کی مشق نہ کریں تو وہ مستقبل میں سرجری کے ذریعے علاج نہیں کر سکتے، بغیر آپریشن کے جن لوگوں کا علاج نہیں ہو سکتا اُن کی زندگی یقینی خطرے میں ہے اور شریعت کا قاعدہ ہے: الضرورات تبیح المحظورات، ضرورت کی بنا پر امر ممنوع کا کرنا جائز ہو جاتا ہے تو کیا اس عام

---

[12] سعیدی، شرح صحیح مسلم، ج۲، ص۸۲۶۔

[13] محولہ بالا

ضرورت کی بنا پر پوسٹ مارٹم کرنے کی بالعموم اجازت دی جاسکتی ہے۔"[14]

پوسٹ مارٹم کے جواز و عدمِ جواز کا محل

پوسٹ مارٹم کے جواز و عدمِ جواز پر بحث کرتے ہوئے علامہ سعیدی لکھتے ہیں:

"اس سلسلے میں ہمارا نظریہ یہ ہے کہ سرجری کی مشق کے لیے جانوروں اور غیر مسلم اموات کو حاصل کرنا چاہیے اور مسلم اموات پر سرجری کی مشق کرنا جائز نہیں ہے، جب کہ غیر مسلم اموات کا حصول اِس قدر دشوار نہیں ہوتا، جس کی بنا پر مسلمان میت کی چیر پھاڑ کر کے اُس کی بے حرمتی کی جائے، خصوصاً اُس صورت میں جب کہ پلاسٹک ماڈل سے تعلیم شروع کی جاچکی ہے۔

پوسٹ مارٹم کی دوسری وجہ جو بالعموم پیش آتی ہے، وہ ہے مقدمہ کی تحقیق اور کسی بے قصور مسلمان کو قتل کی سزا سے بچانے کا مسئلہ، مثلاً ایک شخص کو پولیس نے پستول سمیت پکڑ لیا اور اس پر الزام ہے کہ اُس نے اپنے پستول سے فلاں شخص کو گولی مار کر ہلاک کر دیا ہے، جب کہ ملزم یہ کہتا ہے کہ میں نے اس پر گولی نہیں چلائی اور تمام شواہد وقرائن ملزم کے خلاف ہیں، اب صرف یہ دیکھنا باقی ہے کہ مقتول کے جسم میں جو گولی ہے، آیا وہ اُس نمبر کی گولی ہے جو ملزم کے پستول میں ہے یا کوئی اور گولی ہے، اگر یہ ثابت ہو جائے کہ مقتول کے جسم میں ملزم کے پستول کی گولی ہے تو وہ قاتل ثابت ہو جائے گا اور اگر وہ گولی اُس کے پستول کی نہیں ہے تو وہ بری ہو جائے گا۔

ایسی صورت میں جب کہ پوسٹ مارٹم کے ذریعے کسی بے قصور کی جان بچانے کا مسئلہ ہو تو پوسٹ مارٹم کرنا صرف جائز ہی نہیں، بل کہ ضروری ہے اور فقہائے اربعہ کے مذاہب میں اس کی تائید موجود ہے۔"[15]

علامہ سعیدی کے مؤقف کا خلاصہ یہ ہے:

۱۔ پوسٹ مارٹم میڈیکل کے طلبا کی مشق کے لیے جائز ہے، لیکن چوں کہ اُس کے لیے غیر مسلم میت کو حاصل کرنا دشوار نہیں، اس لیے مسلمان میت کی چیر پھاڑ ناجائز ہے۔

۲۔ اگر بے قصور مسلمان کو سزا سے بچانا ممکن ہو اور قاتل کو قرار واقعی سزا دلانا مقصود ہو تو اس کے لیے بھی پوسٹ مارٹم کرنے کی اجازت ہے۔

علامہ سعیدی نے اپنے مؤقف پر مذاہب اربعہ کی امہات الکتب سے دلائل رقم کیے ہیں:

---

[14] محولہ بالا

[15] ایضاً، ج۲، ص۸۲۶-۸۲۷

"امام ابو حنیفہ[16]، امام شافعی[17] اور امام مالک[18] کا ایک قول یہ ہے کہ حاملہ عورت فوت ہو جائے اور اس کے پیٹ میں بچہ ہو تو ماں کا پیٹ چاک کر کے بچے کو نکال لیا جائے اور یہ بعینہٖ ہمارا مطلوبہ جزئیہ ہے، یعنی زندہ کی جان بچانے کے لیے میت کی چیر پھاڑ (پوسٹ مارٹم) جائز ہے، بل کہ احناف یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر عورت زندہ ہو اور پیٹ میں بچہ مر جائے تو بچے کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے دائی ہاتھ سے نکال لے اور یہ پوسٹ مارٹم کے جواز پر دوسرا جزئیہ ہے، ہر چند کہ سرجری کے اس ترقی یافتہ دور میں بچے کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے نکالنے کی ضرورت نہیں، بل کہ عورت کے پیٹ کا آپریشن کر کے بچے کو نکالا جا سکتا ہے، امام احمد بن حنبل نے اگرچہ اس مسئلے میں اختلاف کیا ہے، لیکن وہ بھی یہ کہتے ہیں کہ اگر عورت مر جائے اور بچے کے بعض اجزا باہر نکل آئیں اور باقی بچے کو عورت کا پیٹ چاک کیے بغیر نکالنا ممکن نہ ہو تو عورت کا پیٹ چاک کر کے بچے کو نکال لیا جائے[19] اور یہ بھی موجودہ صورت میں پوسٹ مارٹم کے جواز کا بعینہٖ جزئیہ ہے۔ بہ ہر حال ائمہ اربعہ کی تصریحات سے ظاہر ہو گیا کہ جب کسی زندہ کی جان بچانا مقصود ہو تو میت کا پوسٹ مارٹم کرنا جائز ہے۔"

اس کے بعد علامہ سعیدی اپنی بحث کے آخر میں لکھتے ہیں:

"ہم نے سطورِ بالا میں جو عبارات نقل کی ہیں، اُن سے ظاہر ہو گیا ہے کہ امام ابو حنیفہ اور امام شافعی کا مذہب یہ ہے کہ زندہ بچے کو نکالنے کے لیے مردہ عورت کا پیٹ چاک کیا جائے گا، امام مالک کا ایک قول بھی یہی ہے اور حنابلہ میں سے ابن قدامہ کا بھی یہی نظریہ ہے اور اس پر سب متفق ہیں کہ مالِ غیر نکالنے کے لیے مردے کا پیٹ چاک کر دیا جائے گا۔ مذاہبِ اربعہ کی اِن تصریحات سے ظاہر ہو گیا کہ زندہ کی جان بچانے کے لیے مردے کا پوسٹ مارٹم کرنا جائز ہے"[20]

علامہ سعیدی نے پوسٹ مارٹم کا جواز مذاہبِ اربعہ اور عصر حاضر کے مفکرین کی عبارات سے چند شرائط کے ساتھ ثابت کیا ہے اور اس مسئلہ پر جتنی مفصل بحث کی وہ کہیں اور نہیں ملتی۔ اِس ضمن میں تمام گوشوں کی وضاحت فرمائی ہے جو محققین اہل علم کے لیے ایک بیش قیمت خزانہ ہے۔ آخر میں ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، اسلام آباد کی رائے ذکر کرنا مفید ہو گی۔

---

[16] اس مقام پر علامہ سعیدی نے اپنے موقف کی وضاحت میں احناف کے دلائل کا ذکر کرتے ہوئے درج ذیل فقہا کی کتب سے عبارات نقل کی ہیں، جن میں علامہ علاؤالدین حصکفی (در مختار)، علامہ کمال الدین ابن ہمام (فتح القدیر)، علامہ ابن عابدین شامی (ردالمحتار)، علامہ حسن بن منصور (فتاویٰ قاضی خاں)، فقیہ ابو اللیث سمرقندی حنفی (فتاویٰ النوازل) شامل ہیں۔

[17] شوافع میں سے شیخ ابو اسحاق شیرازی (المہذب مع المجموع)، امام نووی (شرح المہذب) اور علامہ رافعی شافعی (فتح العزیز مع المجموع) کا حوالہ ذکر کیا ہے۔

[18] امام مالک کے موقف پر کوئی حوالہ ذکر نہیں کیا گیا۔

[19] حنابلہ میں سے علامہ عبداللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی (المغنی) کی عبارت نقل کی ہے۔

[20] سعیدی، شرح صحیح مسلم، ج ۲، ص ۸۳۰۔

ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، اسلام آباد کی رائے

ادارہ تحقیقاتِ اسلامی کے شعبہ فقہ و قانون کے زیر اہتمام ۲۸ تا ۳۰ جون ۱۹۹۵ء کو ایک ورکشاپ 'طبّی فقہی مسائل ورکشاپ' کے عنوان سے اسلام آباد میں منعقد ہوئی،اِس ورکشاپ میں ملک کے معروف علما واسکالرز اور میڈیکل سائنس کے دانش وَروں اور ڈاکٹروں نے جدید طبّی مسائل پر گفتگو کی۔اِس ورکشاپ میں پوسٹ مارٹم ڈائی سیکشن ایک اہم مسئلہ تھا، چناں چہ اس پر ہونے والی تحقیقی گفت گو کا خلاصہ اس طرح تحریر کیا گیا ہے:

پوسٹ مارٹم یعنی طبّی معائنہ بعد از مرگ اور ڈائی سیکشن پر ایک اجلاس منعقد ہوا، شرکائے ورکشاپ کی اکثریت کی رائے یہ تھی کہ شرعی مقاصد کے لیے پوسٹ مارٹم ایک ضرورت ہے، لہٰذا یہ جائز ہے، شرعی مقاصد سے مراد ہے:

۱۔ میت کی شناخت: یعنی میت کی جنس اور عمر معلوم کرنا، اور بعض صورتوں میں میت کی نسل معلوم کرنا، اس سے اکثر وبیشتر میت کی شخصیت بھی معلوم ہوتی ہے۔

۲۔ موت کی وجہ اور نوعیت: یعنی کیا مرنے والا طبعی موت مرا ہے یا غیر طبعی موت؟ اگر غیر طبعی موت مرا ہے تو کیا حادثہ ہوا ہے، میت کو زہر خورانی کے ذریعے یا گلا گھونٹ کر یا کند آلہ سے ضرب لگا کر یا تیز دھار آلے سے ضرب لگا کر مارا گیا ہے؟

۳۔ موت کے وقت کا تعین: شرعی پوسٹ مارٹم حاکم مجاز کی اجازت یا حکم سے ہوتا ہے۔ میڈیکل ڈاکٹر از خود یہ کارروائی نہیں کرتا۔[21]

نتائج

اِس ضمن میں مختلف فتاویٰ کا مطالعہ کیا گیا اور آخر میں بہ طور نتیجہ پوسٹ مارٹم کا جواز، جب کہ بعض صورتوں میں استحباب ثابت ہوتا ہے، مگر کہیں پوسٹ مارٹم کے دوران جن اُمور کا لحاظ رکھنا چاہیے، وہ دیکھنے میں نہیں آئے۔ چنانچہ پوسٹ مارٹم کے دوران درج ذیل اُمور کا خیال رکھنا از حد ضروری ہے۔

۱۔ جیسے کسی زندہ کے جسم کو ایذا پہنچانا حرام ہے، وہی حکم مردہ کا بھی ہے، لہٰذا اِس بات کا خیال رکھا جائے کہ بے جا تکلیف پہنچانا یا طلبا کا دورانِ مشق ان اعضا کا مذاق بنانا قطعاً جائز نہ ہوگا۔

۲۔ میت کی حرمت کا لحاظ زندہ جسم کی مانند ہے۔

۳۔ شرعی ضابطہ کے مطابق جس امر کا جواز ضرورت کی بنا پر ہو وہ بقدرِ ضرورت ہی مباح ہوگا۔

۴۔ سترِ عورت کا ہر صورت لحاظ رکھا جائے، یہاں تک کہ ایک شوہر کو اپنی بیوی کے مرنے کے بعد اسے بلا حائل چھونا جائز نہیں ہے اور نہ ہی چہرہ وہاتھ وغیرہ کے سوا کچھ دیکھنا جائز ہے۔ لہٰذا پردے کے احکام کی پابندی لازم ہے۔

---

[21] شاہنواز، شرعی حیثیت، ص ۲۶-۲۷۔